السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

ابوداود کتاب الزکوۃ میں صدقہ ابوطلحہ صحابی کا اپنے اقربا پر ارض اریحا یا بیرحا کا مذکور ہے۔ اس میں نسب نامہ ابو طلحہ صحابی اور ابی ابن کعب صحابی کا ذکر کیا ہے اس پر صاحب عوف المعبود نے مسامحہ کا دعوی کیا ہے۔ پھر اس صاحب بذل الجہود نے تعاقب کیا ہے اور لکھا ہے: ولیس فیہ شامۃ مسامحۃ کما ادعاہ صاحب العون میرے خیال میں صاحب البذل کی خود ساخت ہے بلکہ غلطی ہے۔ وہ عبارت احباء کو اور مقصد صاحب العون کو نہیں سمجھے اور بقول ان کے جب زیادتی عمر بن مالک کے بعد زید مناۃ کے نساخ کی غلطی ہے۔ تب عمرو بن مالک اب تاسع کیسے ہو سکتا ہے؟ اور اگر یہ لکھنا کہ عمرو بن مالک الاول لایجتمعان فیہ قطعا پر کیا دلیل ہے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

میرے نزدیک بھی ابو طلحہ کے نسب میں زید مناۃ اور عدی بن عمرو بن مالک سے درمیان عمرو بن مالک کی زیادۃ وجبانہ سے نساخ کی غلطی ہے۔

اس لئے کہ تہذیب التہذیب اسد الغابہ استیعاب طبقات ابن سعد یہ زیادۃ موجود نہیں ہے۔ اور اس لئے کہ صحیح بخاری میں بھ ابودود اور کتب مذکورہ بالا کی طرح بغیر اس زیادۃ کے ان کا نسب نامہ مذکور ہے۔ اور صحیح بخاری کے کسی شارح نے اس عدم زیادۃ پر استدرک نہیں کیا ہے۔ اور اس لئے حسان بن ثابت (جو ابو طلحہ کے ساتھ اب ثالث حرام میں مل جاتے ہیں) کے نسب نامہ میں خود صاحب اصابہ نے اس زیادۃ کو ذکر نہیں کیا ہے جس طرح کہ اوروں نے نہیں کیا ہے۔

غور طلب اور محتاج حل ابوداود کی یہ عبارت قال الانصاری: بین ابی وابی طلحۃ ستۃ آبا صحیح بخاری ایک نسخہ میں یہ عبارت اس طرح واقع ہے: وابی الی ستۃ آباء الی عمرو بن مالک انتہی فقولہ الی عمرو بن مالک بدل من قولہ الی (2) ستۃ آباء عادۃ الجادہو یتعلق بہ بحذوف والمعنی وابی یجامع حسان وابا طلحۃ الی ستۃ آباء من آباء الی عمرو بن مالک فافہم

صاحب عون کے خیال میں سنن ابوداود کی اس عبارت سے محمد بن عبداللہ بن مثنی الانصاری کا مقصد یہ ہے اور یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ: ابی اور ابو طلحہ دونوں عمرو بن مالک میں مل جاتے ہیں جواب سادس ہیں اسی طرح ابو طلحہ کے بھی اب سادس ہیں۔ چنانچہ صاحب عون لکھتے ہیں: وکلام الانصاري يشيربان عمرواب سادس لابی طلحۃ ایضا انتہی لیکن عمرو بن مالک کا ابو طلحہ کے سادس ہونا واقعہ کے خلاف ہے کما یخفی کیونکہ عمرو بن مالک ابو طلحہ کے پنے لفظوں میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور جس پر ہمن خط کھینچ دیا ہے تو بلاشبہ انصاری سے مسامحہ لئے اب سابع ہیں نہ سادس۔ پس اگر انصاری کا مقصود وہی ہے جو صاحب عون کے خیال میں آیا ہے اور جس کو انہوں نے ہوا ہے۔ کیونکہ عمرو بن مالک ابی کے تو اب سادس ہیں لیکن ابو طلحہ کے اب سادس نہیں ہیں۔ بلکہ اس سابع ہیں۔

اور صاحب بذل کے خیال میں انصاری یہ بتانا چاہتے ہیں کہ: طرف اول میں ابی طلحہ اور طرف آخر میں دونوں کو ملانے والے اب کے درمیان کتنے اباء آتے ہیں ان دونوں طرفوں کے مابین آباء کی تعداد ہے۔ چنانچہ ابو طلحہ اور عمر بن مالک کے درمیان چھ آباء ہیں سہل سے سود حرام عمرو زید مناۃ عدی۔ اسی طرح ابی اور عمر بن مالک کے درمیان بھی چھ آباء ہونے چاہئیں تاکہ انصاری کے کلام کی تصدیق ہو جائے۔ لیکن ایسا ہے نہیں کیونکہ ابی اور عمر بن مالک دے درمیان پانچ ہی آباء ہیں۔ کعب قیس عبید زید معاویہ۔ اس لئے صاحب بذل کو انصاری کے قول سبہ آباء کے بعد باعتبار ابی طلحہ بڑھانا پڑا تاکہ انصاری کا کلام (اگر ان کا مقصود وہی ہے جو صاحب بذل نے سمجھا اور ظاہر کیا ہے۔ دونوں مطلبوں کی بنا پر مسامحہ سے خالی نہیں ہے۔ صاحب عون نے تو مسامحہ کو صاف بیان کر دیا اور صاحب بذل نے باعتبار ابی طلحہ کر یہ کوشش کی کہ اس نے مطلب کی صورت میں جو مسامحہ ہے وہ مندفع ہو جائے اور کسی کو یہ وہم وخیال نہ پیدا ہو کہ صاحب بذل کے سمجھے ہوئے مطلت کی بنا پر بھی انشاری کی عبارت میں مسامحہ ہونے کا خیال نہ ہو۔

ہماری اس تقریر سے معلوم ہوا کہ انصاری کا کلام خواہ اس وہ مطلب ہو جو صاحب عون نے سمجھا ہے یا وہ مطلب ہو جو صاحب بذل نے سمجھا اور ظاہر کیا ہے۔ دونوں مطلبوں کی بنا پر مسامحہ سے خالی نہیں ہے۔ صاحب عون نے اس مسامحہ کو صاف بیان کر دیا اور صاحب بذل نے باعتبار ابی طلحہ کر یہ کوشش کی کہ اس نئے مطلب کی صورت میں مسامحہ وہ مندفع ہو جائے اور کسی کو یہ وہم وخیال نہ پیدا ہو کہ صاحب بذل کے سمجھے ہوئے مطلب کی بنا پر انصاری کی عبارت مسامحہ ہے۔

حالانکہ مسامحہ کے تصور اور خیال کے بچانے کے لئے باعتبار وابی طلحہ بڑھا کر انہوں نے یہ غلطی کی ہے کہ طرف اورل اور طرف ثانی کے درمیان چھ آباء آنے کو ابوطلحہ کے ساتھ مخصوص کر دیا درآنحالیکہ انصاری یہ دعوی ابی کے متعلق بھی کر رہے ہیں ورنہ بین ابی وابی طلحہ الی ستۃ آبا کے کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ صرف یہ کہہ دیتے کہ بین ابی طلحہ وعمرومالک الذی یجمع آباء طلحۃ ستۃ آباء فافہم

3۔ صاحب عون کے نعم علی مافی الاصابہ یصیر عمرو بن مالکالخ پر صاب بذل نے جو گرفت کی ہے وہ میرے نزدیک صحیح ہے۔

اصابہ اور صاحب عون کی عبارتوں کا مطلب یا ور مقصد واضح ہے۔ اصابہ کے بیان کردہ نسب نامہ کرو سے (اگر اس کی صحت تسلیم کر لی جائے) وہ عمر بن مالک جو زید مناۃ اور عدی بن عمر بن ومالک درمیان زیادہ کیا گیا ہے ابو طلحہ کا اب سادس تو ہے لیکن ابو طلحہ اور ابی طو قطعا نہیں جمع کرتا۔ یعنی: بلاشبہ دونوں کا نسب اس عمرو بن مالک اول میں نہیں ملتا بلکہ عدی سے اوپر عمر بن مالک ثانی میں ملتا ہے اور جو بناء تسلیم صحت نسخہ اصابہ دونوں کو جمع کرنے والا یہ عمرو بن مالک ثانی ابو طلحہ کا اب ثانی ہے۔ اور انصاری (بناء علی مفہمہ صاحب العون) یہ بتانا چاہتے ہیں جس عمرو بن مالک میں دونوں کا نسب ملتا ہے وہ ان دونوں کا با سادس ہے نہ مطلق عمر بن مالک۔

۔ عمرو بن مالک اول میں دونوں کے عدم اجتماع کی دلیل طلب کرنا ابی اورابوطلحہ کے نسب ناموں سے آنکھیں بند لینے کے مرادف ہے ۔ کاش آپ نے اصابہ اور صاحب عون کی عبارتوں کی خود تشریح کردی ہوتی ۔ اور ابی 4 اوبوطلحہ کا عمر بن مالک اول میں اجتماع ثابت کردیا ہوتا ۔ علی سبیل اللاجمال دوسرے عدم فہم کا الزام رکھ دینا اور خود کچھ نہ کہنا اؤتشریح سے گریز کرنا معنی الشعر فی بطن الشاعر کے مثل ہے یا کچھ اور مقصود ہے ۔ محدث

ج : قرآن کے اندر بیان کیےگئے زکان کے ہشتگانہ مصارف میں فی سبیل اللہ کا معنی اور مفہوم جولوگ (جماعت اسلامی اور ابعض علماء الحدیث) اللہ کی راہ میں یعنی ہر نیک کام یا وہ نیک عمل جس سے دین اسلام کی نشر واشاعت اور تبلیغ ہوسکے بیان کرتے ہیں ۔ کے نزدیک مسجد وہ مدرسہ اور مسافر خانہوبل وشفا خانہوغیرہ کی تعمر و نیز مدرسین و مبلغین وحجاج وائمہ مساجد وغیرہ سب ہی سبیل اللہ میں داخل ہیں ۔ اگرچہ وہ غنی یعنی صاحب نصاب ہوں ۔ لیکن ہمارے نزدیک فی سبیل اللہ کا یہ لغوی معنی قطعا مراد نہیں ہے ۔ بلکہ اس سے جہاد بالسلاح اورضروریات جہاد جس میں مجاہدین اور غزاۃ داخل ہیں مرادرہے ۔ مجاہد بالسلاح اگرچہ غنی ہواس کےلیے جہاد کے وقت زکوۃ کی رقم اپنے کام (لانالپنے اوپر خرچ کرنا جائز اوردست ہے ۔ ارشا نبوی ہے : لا تحل الصدقة لغني الا لخمسة لغازفي سبيل الله الخ(1

محض فقراء ومساکین کی ضروریات علاج کی لیی زکاۃ کی رقم سے شفاخانہ بنواکراس میں صرف غریبوں یعنی : فقراء ومساکین کے علاج کا انتظام کرنا اوران کو بالاقیمت دوا دینا اوران کے علاج کے سلسلے میں زکاۃ کی رقم سے ڈاکٹر وغیرہ کی تنخواہ دینا جائز ہوگا کہ ایسے شفاخانہ سے صرف وہی لوگ متنفع ہوں گے جو فقیر ومسکین ہونے کی بناپر زکوۃ کے مثرف ہیں ۔ اغنیاء کواس سے فائدہ اٹھانے کا حق نہیں ہوگا وہ زکاۃ کا مصرف نہیں ہیں ۔ ہماری مرقومہ احتیاط پر عمل ہوسکے توزکوۃ کی رقم سے شفاخانہ بنواکر صرف غریبوں کیواس سے فائدہ پہونچانے میںشرعا کوئی کراہت وقباحت نہیں ہوگی ۔ ہذا ماظہرلی و تحقق عندی والعم عنداللہ تعالی ۔ مکاتیب

جن مولویو، کی نزدیک فی سبیل اللہ عام ہے یعنی ہر کار خیر کوشامل ہے ۔ ان کے یہاں عشر زکوۃ فطر کے بارے بڑی گنائش ہے اورجن محققین کے نزدیک فی سبیل اللہ سے مراد صرف جہاد بالسیف اور مجاہدین بالسف اور(1) ضروریات جہاد کے علاوہ کسی اورجگہ نہیں حرچ کی جاسکتی ہے ۔

صدقہ الفطر غیر مسلم کونہیں دینا چاہیے صدقۃ الفطر واجبات وفرائض سے ہےاورواجبات صدقہ کا کسی غیر مسلم کو دینا درست نہیں ہے اوس کے مستحق صرف مسلمان فقراء ومساکین ہیں ۔

زکوۃ کے مصارف ہشتگانہ مذکورہ فی القرآن میں ایک مصرف مؤلفۃ القلوب ہے ۔ اگر کسی غیر مسلم کے بارے میں یہ توقع ہوکہ وہ مالی معاونت اورداد وہش کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کی طرف مائل ہوکر اسلام قبول کرلے گا یا مسلمان اس کے شر اورفتنہ وایذا سے محفوظ رہ سکیں گے توایسی صورت میں غیر مسلم کوزکوۃ وعشر اورفطرہ کی رقم بطورتالیف قلب دے سکتے ہیں ۔

تؤخذ من أغنياء هم وترد على فقرائهم کا ارشاد نبوی فقراء مسلمین اورمویشی کی زکوۃ اورغلہ کے بارے میں ہے اوریہی حکم سونے چاندی کی زکوۃ کا بھی ہے کہ مسلم اغنیاء سے وصول کرفقراء اوردوسرے مبینہ مصارف میں صرف کی جائےگی اور جوحکم زکوۃ وعشر کا ہے وہی صدقۃ الفطر کا بھی ہے ۔ چرم قربانی اورنذر کے پیسے بھی صرف مسلمانوں کودیئے جائیں گے البتہ ایصال ثواب ہر محتاج غریب کودے کرکیا جاسکتا ہے اپنی زکوۃ وعشر اور فطر نذر و نیاز اور ایصال ثواب کی رقم خودلپنے اوپرخچ کرنا درست نہیں ہے چرم قربانی بغیر فروخت کئے ہوئےاپنے کام میں لاسکتا ہے ۔ واللہ اعلم ۔ مکاتیب

مدرسہ کے مدرس سے چندہ وصول کرنے کا کام رمضان کی چھٹیومیں لینا اوراس کواس کام کی اجرت میں ایک مہینہ کی پوری تنخواہ رمضان کی مقرر تنخواہ کے علاوہ یعنی : رمضان کی ڈبل تنخواہ دینا جائز ہے ۔ شرعا اس میں کوئی مشائقہ نہیں ہے اور اگر ناظم اراکین مدرسہ کے مشورہ اوررائے سے اپنی نظامت کی ماہانہ تنخواہ معین کرالے اور مدرسین اوردوسرے ملازمین کی طرح مقرر تنخوالیا کرے توشرعا اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن ناظم کا یاکسی دوسرے ملازم کا یاکسی چندہ وصول کرنے والے کاشدہ چندہ کا 1/2یا3/4/لینادرست نہیں ہے ۔ اس لئے کہ یہ اجرت معلوم نہیں ہے بلکہ مجہول ہے کسی کو نہیں معلوم کہ چندہ کتنا وصل ہوگا؟ اوراس کا چوتھائی یا تہائی یا چھٹاں یا دسواں حصہ کتنا ہوگا اس معاملہ کوزمین کے بٹائی کے معاملہ پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے ۔ کمالایخفے

چندہ دہندگان کی طرف سے چندہ وصول کرنے والوں کوجوان کے قریبی ہوتے ہیں چندہ وصول کرنے والوں کوان کالینا جائز ہے بشرطیکہ مدرسہ کے چندہ پراس تبرع کا کوئی اثر نہ پڑے یعنی اس میں کمی نہ کی جائے

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔کتاب الزکاۃ

صفحہ نمبر 79

محدث فتویٰ